رختِ سفر نہ ساتھ کوئی غمگسار ہے

عبد الرحمٰن عاجزؔ صاحب مالیر کوٹلوی

نیکی ہے مثلِ نور، بدی نار ہے
جو چاہے کر قبول تجھے اختیار ہے

اِس میں ضرور حکمتِ پروردگار ہے
کوئی فقیر ہے تو کوئی تاجدار ہے

وہ شے ہے کونسی جو یہاں پائیدار ہے
دنیائے بے ثبات میں کس کو قرار ہے

تو مُشتِ استخواں ہے تو مشتِ غبار ہے
اس بات پر تُو باغی پروردگار ہے

خوفِ خُدا سے آنکھ اگر اشکبار ہے
اس آنکھ پر حرام جہنم کی نار ہے

خوش ہو رہا ہے آج تو دشمن کی موت پر
کیا اپنی زندگی کا تجھے اعتبار ہے

ہے مقصدِ حیات پر جس شخص کی نظر
وہ شخص عقلمند ہے وہ ہوشیار ہے

منزل ہے دور۔ راہ عدم کی ہے پُرخطر
رختِ سفر نہ ساتھ کوئی غمگسار ہے

عاجزؔ ہیں تیری گھات میں صیّاد بے شمار
دنیا ہے صیدگاہ تو اُس کا شکار ہے

جامِ طہور